فلسفہ انقلاب اسلامی قرآن وحدیث کی نظر میں

سکندر علی بہشتی[۱] (پاکستان)

اشاریہ:

انقلاب کسی معاشرہ میں ذہنی، فکری، عقیدتی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی سمیت ہر پہلو سے جامع تبدیلی کا نام ہے جو تمام انبیاء واولیائے الٰہی کے اہداف میں سر فہرست رہا ہے۔

قرآن کریم، احادیث اور سیرت پیغمبر وائمہ معصومین علیہم السلام میں انقلاب کے فلسفہ واسباب واضح صورت میں نظر آتا ہے۔ انقلاب اسلامی بھی قرآنی انقلاب ہی ہے۔ جو الٰہی ادیان وانبیاء کی تعلیمات وکردار کی روشنی میں اسلامی اقدار وتعلیمات کے احیا کی خاطر وجود میں آیا ہے اور اسلامی قانون پر ہمہ جہت معاشرتی تغیر وتحول اس کا حقیقی مقصد ہے۔

امام خمینی، رہبر معظم اور دیگر قائدین انقلاب کی نظر میں بھی یہ انقلاب انبیاء کے انقلاب کا تسلسل ہے جو معاشرہ میں قرآن کریم وسیرت پیغمبر وائمہ معصومین کے مطابق وسیع تبدیلی اس کا ہدف ہے۔

زیر نظر مقالہ میں قرآن، حدیث وسیرت ائمہ معصومین کی روشنی میں فلسفہ انقلاب کی وضاحت اور بانی انقلاب حضرت امام خمینی کے فرامین میں اہداف انقلاب اسلامی کو بیان کرے دونوں میں مماثلت، یکسانیت اور مشابہت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: قرآن وحدیث، انقلاب اسلامی، فلسفہ واہداف، سیرت انبیاء وائمہ معصومین، امام خمینی.

۱. (کارشناسی ارشد جامعۃ المصطفیٰ العالمیۃ مجتمع عالی فقہ، رشتہ فقہ واصول)

مقدمہ:

انقلاب کسی بھی معاشرہ میں پیدا ہونے والی تبدیلی کا نام ہے جو موجودہ حالت سے ناراضی اور ایک مطلوب تبدیلی کا ہدف لے کر شروع ہوتے ہیں۔ بیسویں صدی میں انقلاب فرانس، روس میں کمیونزم انقلاب اور انقلاب اسلامی ایران اہم ترین انقلابات میں شمار ہوتے ہیں۔

اگر تاریخی انقلابات کے علل واسباب اور وجوہات کا ہم گہرائی سے مطالعہ کریں تو ہر انقلاب اپنے راہنماوں، قوم، مذہب اور ملک کے بنیادی تصورات سے جنم لیتے ہیں اور انہی بنیادی تصورات اور اہداف کے لیے انقلاب یا تبدیلی کے لیے جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں۔

تاریخ میں کلی طور پر دو قسم کے جدوجہد نظر آتے ہیں ان میں سے ایک انبیا اور الہی پیشواوں کا راستہ ہے آدم سے لیکر آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے جن کا مقصد واضح ہے۔اس کے مقابلے میں غیر الٰہی اور ظالم وجابر قوتیں بھی مسلسل مختلف شکلوں میں برسر کار رہی ہیں تاکہ انبیا اور دین حق کے پیغام کو خاموش کرسکے۔

اہمیت وضرورت:

معاصر انقلابات سے آگاہی کے لیے قرآن واسلامی تاریخ کی روشنی میں انبیاء وائمہ معصومین کی سیرت، ان کی جدوجہد، اہداف اور طریقہ کار کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ ایک حقیقی انقلاب کے خدوخال، معیار اور اصول کو سمجھ سکیں۔اس بارے میں تحقیق اس لئے بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے تاکہ آج کے انقلاب و تبدیلی کے داعی افراد و تحریکوں کے لیے اسلامی تعلیمات کے اصول وضوابط راہ گشاہ ثابت ہوسکیں۔

اس وقت عالم اسلام میں دو قسم کی تحریکیں مصروف جہاد ہیں ایک طرف داعش، طالبان، القاعدہ ہیں جو اسلام ومسلمانوں کا منفی وغیر انسانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں تو دوسری طرف انقلاب اسلامی ایران، حزب اللہ وحماس، دیگر تحریکیں اور اسلامی شخصیات دنیا میں انبیا واولیائے الٰہی کی تعلیمات کے روشنی میں اسلام کا ایک عالمی وآفاقی پیغام کے نشرو فروغ میں کوشاں ہیں۔لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انقلاب کے حقیقی مفہوم قرآن وحدیث، سیرت پیغمبر اور ائمہ معصومین کی روشنی میں واضح کی جائے تاکہ تاکہ انقلاب کا الٰہی پہلو واضح ہو جائے۔

سابقہ تحقیقات

انقلاب اسلامی کے حوالے سے مختلف کتب اور مقالات لکھے گئے ہیں مگر قرآن کریم، احادیث معصومین علیہم السلام

کی نظر میں اسلامی انقلاب کے فلسفہ، علل واسباب، اہداف اور دیگر پہلوؤں کو بیان کرنا لازم ہے تاکہ امت مسلمہ انقلاب کے حقیقی مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔

فرضیہ

انقلاب اسلامی ایران کا فلسفہ اور ہدف بھی وہی ہے جو اہداف انبیا ہیں جسے قرآن وسنت نے بیان کیا ہے۔ قرآن، حدیث اور سیرت انبیا واولیا سے ہٹ کر اگر کوئی فلسفہ یا اہداف اس سلسلے میں پیش کی جائے تو ہو تو وہ نظریہ وروح انقلاب کے منافی ہے۔

سوالات

فلسفہ انقلاب اسلامی، قرآن وحدیث کی نظر میں کیا ہے؟

قرآن میں انبیا و مصلحین کے کونسے اہداف بیان ہوئے ہیں؟

پیغمبر اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے اصلاح معاشرہ کے لیے اپنی جدجہد کا مقصد کیا قرار دیا ہے؟

بانی انقلاب اسلامی ایران حضرت امام خمینی کی نظر میں انقلاب کا فلسفہ کیا بیان ہوا ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں علما، دانشوروں اور عوام کی معاشرتی ذمہ داری کیا ہے؟

روش تحقیق

یہ تحقیق توصیفی ہے جس کے لیے کتب ومجلات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

حدبندی

مقالہ میں محدودیت کے پیش نظر فقط فلسفہ اہداف انقلاب کے بارے میں بحث کی گئی ہے اور اس کے دوسرے جوانب کو مورد بحث نہیں لایا گیا ہے۔

مفہوم انقلاب

انقلاب، قلب سے دگرگونی، تبدیلی اور تغیر کے معنی میں آیا ہے۔ *(دکترمعین، ۱۳۶۰ش)*

انقلاب کا سیاسی مفہوم انگلش میں (revolution) ہے۔ آغاز میں یہ لفظ آسمانی اجرام وستاروں کا زمین کے گرد حرکت کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ ۱۶۶۸ میں برطانیہ میں انقلاب کے بعد یہ لفظ سیاست میں استعمال ہونے لگا۔ *(بابایی، ۱۳۶۹ش: ۳۶)*

اس کے بعد نظام اجتماعی، سیاسی اور اقتصادی میں تبدیلی کے لیے بعنوان استعارہ استعمال ہوا ہے۔ لیکن

انقلاب کی تعریف پر اب تک مفکرین ودانشور متفق نہیں۔ایک گروہ نے نے انقلابیوں کی نیت پر، دوسرے گروہ نے انقلاب کے نتائج اور تیسرے گروہ نے منصوبہ بندی کے عنوان سے تعریف کی ہے۔

فلسفہ انقلاب

کسی بھی معاشرہ میں انقلاب کے بنیادی اسباب وفلسفہ میں مختلف قسم کے عوامل کا عمل دخل ہے۔

عوام کی نارضایتی:

موجودہ صورت حال اور طبقہ حاکم سے عوام کی نارضایتی ایک اہم سبب ہے۔ یعنی جب کسی معاشرہ میں ظلم، ناانصافی اور حاکم عوام کے خواہشات کے برخلاف عمل کریں تو یہ عوام میں نارضایتی پیدا کرتا ہے۔اس لیے کسی بھی انقلاب میں دو پہلو: ایک موجودہ حالت سے ناراضگی جو ممکن ہے سیاسی، اقتصاد، ثقافتی یا اجتماعی ہو اور دوسری طرف ایک مطلوب معاشرہ کے قیام کی خواہش بھی اسکے اسباب میں شامل ہے۔ یہ دونوں پہلو مل کر انقلاب کا باعث بنتا ہے۔

ظلم وستم:

تاریخ کے انقلابات کے اسباب میں سے ایک ظلم وستم ہے۔ جب عوام پر ظلم حد سے بڑھ جائے تو یہ انقلاب کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور کسی صورت لوگ ظالم طاقت کے سامنے سر تسلیم ختم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

سیاسی واقتصادی ناانصافی:

حکومتوں کی بقا کے عوامل میں سے ایک عوامی حمایت ہے اور یہ حمایت اس وقت ممکن ہے جب مساوات، عدالت اور انصاف ان کے درمیان موجود ہو۔ جب حکومت میں ناانصافی، سیاسی واقتصادی طور پر طبقات وجود میں آئے تو عوام حکومت سے تنگ آجاتے ہیں اور یہ سیاسی اقصادی ناانصافی آہستہ آہستہ بڑھ کر انقلاب کی شکل میں ظالموں کے تخت الٹنے کا سبب بنتا ہے۔

آزادی سے محرومیت:

کسی بھی معاشرہ میں عوام سے محبت، آزادی اور حق تنقید اور مشورت حاصل ہو تو وہ نظام کامیاب رہتا ہے لیکن جب ان کے حقوق کو سلب کیا جائے اور استبداد معاشرہ پر حاکم ہو تو یہ عوام میں نفرت کی فضا پیدا کرتا ہے اور انقلاب کی راہ فراہم کرتا ہے۔

دینی اقدار کی توہین اور احکام الٰہی کی مخالفت:

دینی واسلامی معاشروں میں عقیدہ، ںظریہ اور دین لوگوں کے لئے انتہائی اہم ہوتے ہیں اگر عوام کے عقائد و نظریات، اقدار اور مذہبی افکار کی توہین کی جائے اور ضد دین اقدامات کئے جائیں تو بھی عوام کی جانب سے رد عمل کے طور پر مخالفت شروع ہو جاتی ہے۔

قرآن کی نظر میں انقلاب

قرآن کریم ہدایت کی کتاب ہے جو انسان کے اندر مکمل طور پر تبدیلی چاہتا ہے۔اور یہ تبدیلی پہلے مرحلہ میں فکر، سوچ اور نظریہ میں پیدا کرنا ہے تاکہ دوسرے مرحلے میں یہ انسان کے عمل سے ظاہر ہو۔ قرآن نے انقلاب کے چار اہم علتوں کو بیان کیا ہے جن کے بغیر وہ انقلاب ناقص شمار ہوگا۔انبیاء، ائمہ، مصلحین، فقہا اور علما جو ہر دور میں اسلامی انقلاب کے لئے قیام کرتے ہیں۔ان کا یہ انقلاب چار بنیادی ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔

ا۔انقلاب کی مادی علت (منابع ومبانی انقلاب)

انبیا کے مکتب میں اندرونی تبدیلی پر توجہ دی جاتی ہے۔

ان اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔۔۔ *(رعد/۱۱)*

اللہ کسی قوم کا حال یقینا اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں.

اور یہ تغیر فکر و عقیدے میں تبدیلی اور اسلامی ایمانیات میں استحکام کے ذریعے ممکن ہے تمام انبیا کی تحریکوں میں توحید، نبوت و قیامت پر ایمان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

۲۔ صوری علت (ابعاد وسطوح انقلاب) کی جانب بھی انبیاء کے انقلابات مین توجہ دی گئی ہے، جہاد نفس، جہاد معرفتی اور امر بالمعروف کے مختلف سطح کے ذریعے انسان کی شخصیت کو الٰہی رنگ میں ڈھالنے اور اسلامی شخصیت کی تشکیل کے لیے اخلاقیات اور عملی اطاعت وبندگی کے لیے اعمال کی جانب توجہ دی گئی ہے۔

۳۔ فاعلی علت (رہبران وپیروان انقلاب) اس رکن میں انقلاب کے قائدین ورہبران اور ان کے پیروکاروں کی شخصیت، خصوصیات وصفات کے حوالے سے گفتگو کی جاتی ہے۔ایک ہی مقصد وہدف کے لیے مختلف زمانوں میں تقاضوں کے مطابق اقدام کرتے ہیں۔ *(مصطفیٰ رستمی، ۱۳۹۲ش)*

۴۔ غائی علت (حیات طیبہ یعنی سعادت ابدی)

ہر انقلاب کے اپنے اعلیٰ مقاصد ہوتے ہیں، ایک اسلامی وقرآنی انقلاب کا سب سے بلند مقصد دنیا میں پاکیزہ زندگی ہے جس کے ذریعے وہ حیات ابدی میں سعادت سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ اسی کو قرب خداوندی سے بھی تعبیر کیا گیا ہے کہ انسان کا انتہائی ہدف خدا سے قریب ہونا ہے جو کہ دنیا میں الٰہی نظام پر عمل پیرا ہو کر قیامت میں جنت کی صورت میں انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ مَنۡ عَمِلَ صالِحاً مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَياةً طَيِّبَةً وَ لَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ ما كانُوا يَعۡمَلُون. (النحل/۹۷)

جو کوئی بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے (دنیا) میں پاک و پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ان کے اجر کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق عطا کریں گے ۔

اس حیات طیبہ کے قیام کے لیے جامع وعالمگیر تبدیلی اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ انبیا کے مختلف اہداف میں حیات طیبہ کا حصول مد نظر ہے۔ یہاں انبیاء کے اہم مقاصد کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے تا کہ فلسفہ انقلاب کو بہتر سمجھ سکیں۔

اہداف انبیاء

انقلاب کے حقیقی فلسفہ کو سمجھنے کے لئے انبیا کی دعوتوں کے بنیادی محور واہداف کو سمجھنا ضروری ہے تا کہ ان کی روشنی میں اسلامی انقلاب کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔ یہاں انبیاء کے چیدہ چیدہ اہداف کو ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ توحید اور بندگی

انبیا کی بعثت کا بنیادی مقصد انسانیت کو توحید اور خدا کی بندگی کی جانب دعوت دینا اور اس راہ میں ہر قسم کے انحراف کا مقابلہ کرنا تھا۔ اسی لیے ہر نبی کی دعوت میں سر فہرست ’’ لاالہ الااللہ ‘‘ تھا۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یعنی اس کا مطلب غیر خدا کی بندگی اور غلامی سے نجات انسان کی زندگی کا بنیادی مقصد ہے اور انبیا کا کام اسی جانب انسان کو بلانا ہے۔

قرآن کریم نے مختلف موارد میں اسی مقصد کی جانب واضح انداز میں اشارہ کیا ہے۔

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطّٰغُوتَ۔ (النحل/۳۶)

اور یقینا ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو

اسی لیے انبیا الٰہی ہمیشہ کفار، مشرکین اور دیگر غیر توحیدی افکار و نظریات سے مسلسل مقابلہ کرتے رہے اور اس راہ میں ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کیا۔ حضرت علی علیہ السلام بعثت انبیا کے اسی فلسفہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولیعقل العباد عن ربھم ماجھلوہ، فیعرفوہ بربوبیتہ بعد ماانکروا، ویوحدوہ بال، الوہیۃ بعد ماعندا۔ *(دشتی: ۱۳۹۰)*

اس نے پیغمبروں کو بھیجا تاکہ اس کے بندے توحید اور صفات خدا کے بارے میں جو کچھ نہیں جانتے سیکھ لیں اور انکار وعناد سے اجتناب کے بعد خدا کی وحدانیت، ربوبیت اور خالقیت پر ایمان لائیں۔

۲۔ عدالت کا قیام:

لقد اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ *(حدید/۲۵)*

بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا ہے تاکہ لوگ انصاف کے ساتھ قیام کریں۔

۳۔ ظالم و ظلم کی بیخ کنی و مظلومین کی حمایت:

انبیا کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد وقت کے ظالم طاقتوں کی مخالفت اور مظلومین کی حمایت ہے۔ اس لیے انسانی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء نے ہمیشہ وقت کے جابر حکمرانوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جیسے آدم وشیطان، ابراہیم و نمرود، موسی وفرعون۔۔۔ اور دیگر انبیاء کی اپنے زمانے کے حکمرانوں اور ظالم طاقتوں سے مقابلہ ومخالفت کو قرآن نے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا *(النساء/۷۵)*

آخر تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس کیے گئے مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو پکارتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے بڑے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا سرپرست بنادے اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارے لیے مددگار بنادے؟

اسی طرح ائمہ معصومین کی زندگی میں بھی یہ ہدف نمایاں نظر آتا ہے کہ انہوں نے بنی امیہ و بنی عباس کے حکمرانوں کے خلاف جدوجہد کو اپنی سیاسی زندگی کا سب سے اہم ہدف قرار دیا۔امام علی نے اپنی آخری وصیت میں بھی یہی فرمایا: وکونا للظالم خصما وللمظلوم عونا۔ (دشتی، ۱۳۹۰: ۳۹۸) ہمیشہ ظالم کا مخالف اور مظلوم کے مددگار بن کر رہو۔

۴۔آزادی:

انبیا کی زندگی کا ایک مقصد انسانوں کو غلامی سے آزادی دلانا تھا۔ کیونکہ ہر دور میں ظالموں نے کوشش کی انسانوں کو اپنی غلامی میں رکھے، سوچ، فکر، عمل کی آزادی کو ان سے چھین لے۔ حیونانت کی مانند فقط ان کی اطات میں زندگی گزارے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.. (اعراف/۱۵۷)

(یہ رحمت ان مومنین کے شامل حال ہوگی) جو لوگ اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی کہلاتے ہیں جن کا ذکر وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان پر لدے ہوئے بوجھ اور (گلے کے) طوق اتارتے ہیں، پس جو ان پر ایمان لاتے ہیں ان کی حمایت اور ان کی مدد اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔

۵۔ تعلیم وتربیت وتزکیہ:

انسانوں تک الٰہی معارف، پیغام حق، اور تزکیہ کے طریقہ کار سے آگاہ کرنا بھی انبیا کے اہداف میں شامل تھا۔

اس سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے۔هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ-وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ (الجمعہ/۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی

میں تھے۔

۶۔ تشکیل امت واحدہ یعنی انقلابی حکومت :

ایک الٰہی قانون کے مطابق انسانیت کے لیے حکومت کی تشکیل انبیا کا مشترکہ ہدف رہا ہے اور اس میں بعض انبیا کامیاب ہوئے اور بعض کو مختلف وجوہات کی بنا پر کامیابی نہیں ملی، کیونکہ الٰہی قوانین کا مکمل اجرا حکومت کے بغیر ممکن نہیں اور کائنات کا خالق، مالک اور حاکم خدا ہی ہے۔ لہٰذا حاکمیت بھی خدائی نمایندوں کی ہی ہونی چاہیے۔ انسان میں اختلافات کے باوجود قرآن انسانوں کو ایک ہی امت قرار دیتا ہے جو ایک ہی ہدف کی جانب منظّم کاروان کی صورت میں گامزن ہے۔

وَمَا كَانَ ٱلنَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَٱخْتَلَفُوا۟ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۔۔ (یونس/ ۱۹)

اور سب انسان ایک ہی امت تھے پھر اختلاف رونما ہوا اور اگر آپ کا پروردگار پہلے طے نہ کر چکا ہوتا تو ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دیا جاتا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔

اسی طرح دوسری آیت میں ان الحکم الا للہ۔۔ (یوسف/ ۴۰) کے مطابق حاکمیت کا حق صرف اللہ سے مخصوص ہے۔ اور وہ لوگ جو خدا کی جانب سے حق حکومت رکھتے ہیں وہ انبیاء واولیائے الٰہی ہیں۔ چونکہ تمام قوانین اسلامی کا مکمل نفاذ واجرا حکومت کا محتاج ہے اس لیے حکومت کے بغیر ان احکام کی انجام دہی ممکن نہیں۔ اس لیے انقلاب اسلامی کا ایک اہم ہدف ایسی الٰہی واسلامی بنیادوں پر مشتمل حکومت کا قیام ہے جہاں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

۷۔ اختلاف کا فیصلہ :

انسان میں اللہ نے عقل کے ساتھ شہوت وغضب کی قوت بھی رکھی ہے۔ اس لئے انسان کے درمیان خواہشات کی بنا پر اختلاف ایک طبعی عمل ہے۔ تاریخ بھی اس بات پر گوہ ہے کہ ہمیشہ انسانوں کے درمیں اقتدار، مال ودولت اور دیگر اسباب کی بنا پر ہمیشہ سے اختلاف رہا ہے اور انبیا کا ایک اہم کام لوگوں کے درمیان موجود اختلاف کا فیصلہ اور محبت وبھائی چارگی کا قیام، عدل وحق کی بنیاد پر ان کے درمیان معاملات کو حل کرنا تھا۔ اسی ہدف کو قرآن کرنے انبیا کے مقاصد میں سے ایک شمار کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا

اخْتَلَفُوا فِيهِ... (بقرہ/۲۱۳)

) فطری اعتبار سے (سارے انسان ایک قوم تھے۔ پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرنے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں۔

''إلیٰ إن بعث اللہ سبحانہ محمداً ﷺ لإنجاز عدتہ، وإتمام نبوتہ، مأخوذا۔ (دشتی، ۱۳۹۰: ۴۴)

یہاں تک کہ مالک نے اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور اپنے نبوت کو مکمل کرنے کے لئے حضرت محمد ﷺ کو بھیج دیا جن کے بارے میں انبیاء سے عہد لیا جاچکا تھا اور جن کی علامتیں مشہور اور ولادت مسعود و مبارک تھی۔ اس وقت اہل زمین متفرق مذاہب، منتشر خواہشات اور مختلف راستوں پر گامزن تھے۔ کوئی خدا کو مخلوقات کی شبیہ بتا رہا تھا۔ کوئی اس کے ناموں کو بگاڑ رہا تھا۔ اور کوئی دوسرے خدا کا اشارہ دے رہا تھا۔ مالک نے آپ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور جہالت سے باہر نکال لیا۔''

ائمہ معصومین کی جدوجہد کے اہداف:

اسلام، انسانیت کے لیے آخری نسخہ ہدایت ہے، قرآن عالمگیر، جامع وآفاقی نظام زندگی ہے۔ اور پیغمبر اکرم سلسلہ انبیا کی آخری کڑی اور قیامت تک کے لیے دین کو کامل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد دین کے تحفظ، اشاعت اور دفاع کی ذمہ داری ائمہ کی ذمہ داری ہے۔

پیغمبر اکرم کا ہدف تمام انبیاء کے اہداف کو قیامت تک کے لیے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ کیونکہ آپ تمام انبیا کا امام و پیشوا اور ان کے اہداف کو قیامت تک کے لئے جامع وعالمگیر پیغام کی شکل میں لائے اور اپنے بعد بھی اس دین حق اور اہداف کی حفاظت کے لئے خاص ہستیوں کو معین فرمایا جو آپ کے جانشین اور وارث تھے تاکہ امت مسلمہ میں دین کی تمام جزئیات محفوظ رہیں۔ امیر المومنین فرماتے ہیں: نحن شجرۃ النبوۃ ومحو الرسالۃ، ومختلف الملائکۃ، ومعدن العلم۔ (دشتی، ۱۳۹۴: ۱۴۶)

(اہل بیت) ہم نبوت کا شجرہ، رسالت کی منزل، ملائکہ کی آمد ورفت کی جگہ، علم کے معدن اور حکمت کے چشمے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے ولید سے خطاب میں فرمایا:

اَیُّہَا الْاَمِیرُ إِنَّا اَہْلُ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنُ الرِّسَالَۃِ وَمُخْتَلَفُ الْمَلَائِکَۃِ (مجمی، ۱۴۲۴: ۲۸)

اے امیر! ہم نبوت کے گھر والے، رسالت کا خزینہ اور ملائکہ کی آمد ورفت کی جگہ ہیں۔

پیغمبر اکرم کے بعد ائمہ معصومین نے تمام تر سختیوں اور مشکلات کے باوجود اسلام کی حفاظت کی سنگین ذمہ داری کو انجام دیا۔ انبیاء کے اہداف کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جدوجہد کی اور توحید کی سربلندی، عدل وانصاف، اختلاف کے خاتمہ، ظلم کی مخالفت، اسلامی معاشرے کی تشکیل اور سعادت ابدی کے لیے مندرجہ ذیل اہم مقاصد کو اپنا منشور قرار دیا۔

۱۔ حفظ اصول اسلام:

اسلام کے وارث ہونے کے اعتبار سے ائمہ معصومین علیہم السلام کی سب سے پہلی ذمہ داری اصل اسلام کی حفاظت اور ہر قسم کے انحراف سے اسلام کو بچانا تھا۔ تمام ائمہ کی زندگی کا جائزہ ہمیں ہر زمانے کے حالات کے مکمل ادراک کے ساتھ اسلام کی مصلحتوں کو مدنظر رکھ کر اپنی ذمہ داری کے تعین اور اسی کے مطابق لائحہ عمل اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس بارے میں شہید باقر الصدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" مثال کے طور پر امام حسن علیہ السلام کے دور کے حالات ایسے تھے کہ آپ کو صلح کرنا پڑی جبکہ امام حسین علیہ السلام کے زمانے کا رخ ایسا تھا کہ آپ جنگ پر مجبور ہوئے، پھر امام زین العابدین علیہ السلام کا دور ایسا آیا جس میں صرف دعا ومناجات کی گنجائش تھی؛ لیکن اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام کو ایسا زمانہ ملا جس میں فقہ وحدیث وغیرہ کی نشرواشاعت میں آسانی نصیب ہوئی۔۔۔۔۔" (شہید صدر، ۱۴۱۲ء: ۴۴۶)

ائمہ کی زندگی کا دوسرا پہلو جس میں ان کے مشترکہ ہدف کو مدنظر رکھنا ہے جو حالات کی تبدیلی کے باوجود تمام اماموں کی زندگی کا ہدف مشترک نظر آتا ہے۔

"ہم سب اس بات سے واقف ہیں کہ اسلام کے آفاقی طرز حیات کے اندر خود اس کے تحفظ کے اصول موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اصول زندہ رہیں گے اور حضرت ائمہ علیہم السلام ہی اس آفاقی طرز حیات کے پاسبان ونگہبان مقرر کیے گئے تھے؛ کیونکہ وہ معصوم تھے، ان کی زندگی ہر قسم کے سہو ونسیان اور لغزش سے پاک ومنزہ تھی۔ اب جو ہم ائمہ کرام علیہ السلام کے عہد مشترک کا تصور قائم کرنا چاہتے ہیں وہ اس عمومی موقف کے نقطہ نگاہ سے ہے جو آپ حضرات نے زمانے کی نیرنگیوں کے باوجود، اسلام کے تحفظ اور پیغام رسالت کی بقا کے لئے اختیار کیا۔" (شہید صدر، ۱۴۱۲ء: ۴۴۸-۴۴۹)

اس لحاظ سے ائمہ کا مشترکہ ہدف تمام تر سختیوں، محرومیتوں اور مشکل حالات کے باوجود اسلام کے وجود پر کسی قسم کا آنچ نہ آنے دینا تھا۔

اس اہم فریضے کی ادائیگی پیغمبر کی رحلت فورا بعد شروع ہوئی؛ جب امیر المومنین علیہ السلام کو منصب خلافت سے محروم رکھا گیا اور خاندان اہل بیت پر مصائب کا آغاز ہوا۔ آپ علیہ السلام نے ان سخت حالات میں اسلام کی حفاظت کو نصب العین قرار دیا جن کی تصویر کشی خود آپ علیہ السلام نے ان الفاظ میں کیا ہے.

اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا فُلَانٌ وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَىٰ يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ وَلَا يَرْقَىٰ إِلَيَّ الطَّيْرُ فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا

وَطَفِقْتُ اَرْتَئِي بَيْنَ اَنْ اَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ اَوْ اَصْبِرَ عَلَىٰ طَخْيَةٍ عَمْيَاءَ يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّىٰ يَلْقَىٰ رَبَّهُ تَرجيح الصبر فَرَاَيْتُ اَنَّ الصَّبْرَ عَلَىٰ هَاتَا اَحْجَىٰ فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذًى وَفِي الْحَلْقِ شَجًا اَرَىٰ تُرَاثِي نَهْبًا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (دشتی، ۱۳۹۴: ۲۸)

آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم فلاں شخص (ابن ابی قحافہ) نے قمیص خلافت کھینچ کر تان لیا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ خلافت کی چکی کے لئے میری حیثیت مرکزی کیل کی ہے۔ علم کا سیلاب میری ذات سے گزر کر نیچے جاتا ہے اور میری بلندی تک کسی کا طائر فکر بھی پرواز نہیں کر سکتا ہے۔ پھر بھی میں نے خلافت کے آگے پردہ ڈال دیا اور اس سے پہلو تہی کر لی اور یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کروں یا اسی بھیانک اندھیرے پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف ہو جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے اور مومن محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہنچ جائے۔

جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو ان سخت حالات کے باوجود امام علیہ السلام اسلام کی حفاظت کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّي اَحَقُّ النَّاسِ بِهَا مِنْ غَيْرِي وَوَاللّٰهِ لَاُسْلِمَنَّ مَا سَلِمَتْ اُمُورُ الْمُسْلِمِينَ وَلَمْ يَكُنْ فِيهَا جَوْرٌ اِلَّا عَلَيَّ خَاصَّةً الْتِمَاسًا لِاَجْرِ ذٰلِكَ وَفَضْلِهِ وَزُهْدًا فِيمَا تَنَافَسْتُمُوهُ مِنْ زُخْرُفِهِ وَزِبْرِجِهِ۔ (دشتی۔ ۱۳۹۴: ۸۶)

تمہیں معلوم ہے کہ میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خلافت کا حقدار ہوں اور خدا گواہ ہے کہ میں اس وقت تک حالات کا ساتھ دیتا رہوں گا جب تک مسلمانوں کے مسائل ٹھیک رہیں اور ظلم صرف میری ذات تک محدود رہے تا کہ میں اس کا اجر وثواب حاصل کر سکوں اور اس زیب وزینت دنیا سے اپنی بے نیازی کا اظہار کر سکوں جس کے لئے تم سب مرے جا رہے ہو۔

اسی طرح جب ہم امام حسن علیہ السلام کی زندگی پر نگاہ کرتے ہیں تو یہی ہدف آپ کی سیرت میں نمایاں موجود

ہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ جنگ کرنا امت مسلمہ کی مصلحت میں نہیں تو صلح نامے میں یہ واضح کیا کہ اس صلح کا اصلی مقصد اسلام و مسلمانوں کی حفاظت ہے۔ صلح نامے کی پہلی شرط یہ تھی کہ '' حکومت معاویہ کے حوالے کی جائے اس شرط پر کہ وہ کتاب خدا، سنت رسول اور صالح خلفا کی سیرت پر چلے " اور پانچویں شرط میں مذکور ہے کہ " لوگ ہر جگہ امان میں ہوں گے خواہ شام میں ہوں یا عراق میں، حجاز میں ہوں یا یمن میں۔ معاویہ ہر سیاہ وسفید کو امان دے گا۔ ان کی خطاوں سے چشم پوشی کرے گا اور ان کے گزشتہ اعمال سے کوئی سروکار نہ رکھے گا نیز اہل عراق سے کینہ وعداوت کی بنا پر انتقام نہ لے گا۔ علی کے اصحاب جہاں کہیں ہوں امان میں ہوں گے۔ آپ کے شیعوں کی جان ومال اور ان کے اہل وعیال کو امان حاصل ہو گی، ان سے کوئی تعرض نہیں ہو گا، ہر صاحب حق تک اس کا حق پہنچا دیا جائے گا اور اصحاب علی علیہ السلام کے پاس جو کچھ ہے وہ انہی کے پاس رہنے دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حسن ابن علی اور آپ کے بھائی حسین ابن علی علیہ السلام نیز دیگر اہل بیت رسول کے ساتھ کسی قسم کی خفیہ یا اعلانیہ بدسلوکی نہیں کی جائے گی۔ ان میں سے کسی کو (وہ جہاں کہیں بھی ہوں) ڈرایا دھمکایا نہ جائے گا۔ *(ادیب، عادل، ۱۴۲۱ھ: ۱۸۸/۱۸/۷)*

امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے نکلتے وقت اپنے بھائی محمد حنفیہؒ کے نام جو وصیت نامہ تحریر کیا اس میں آپ نے اپنا منشو کو واضح طور پر بیان کیا: وَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشِراً وَلَا بَطِراً وَلَا مُفْسِداً وَلَا ظَالِماً وَإِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْإِصْلَاحِ فِي أُمَّةِ جَدِّي ص أُرِيدُ أَنْ آمُرَ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَسِيرَ بِسِيرَةِ جَدِّي وَأَبِي۔ *(نجمی، ۱۴۲۴ھ: ۵۵)*

اس وصیت نامے میں امر بالمعروف، نہی از منکر، احیائے سیرت پیغمبر وامیر المومنین اور اصلاح امت کو اپنا مقصد کے طور پر بیان کیا۔ اس کے علاوہ مدینہ سے کربلا تک امام اور آپ کے اصحاب کے نورانی کلمات میں اسلام کے اصولوں کو زندہ کرنا اور بدعتوں اور ظلم وجور کے خاتمہ کو اس قیام کا اصلی مقصد کے طور پر تعارف کیا گیا ہے۔

اسلام کی حفاظت کا ایک اہم پہلو امت مسلمہ کے خلاف بیرونی اور اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کرنا تھا تاکہ اسلامی معاشرے کا وجود کسی بھی صورت میں باقی رہے۔ اس حوالے سے امام علی علیہ السلام نے اپنی تمام تر کوششوں کو اسلامی معاشرے کو درپیش فکری، اجتماعی اور سیاسی مشکلات کو حل کرنے کی طرف مبذول کیا۔

شہید صدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" اور ان اقدامات نے ہر مرحلے پر اسلام کی آبرو بچائی، کیونکہ حکام جور، دین کو انتہائی ناپسندیدہ شکل میں پیش کر رہے تھے۔اس لیے ائمہ اہل بیت علیہم السلام اسے اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے کہ لوگوں کو صحیح تصویر دکھائی جائے اور اس سلسلہ میں آپ حضرات کو انتہائی ناگفتہ بہ مشکلات بھی برداشت کرنا پڑی تھیں اور حکام ظلم وجور کا نشانہ بھی بننا پڑتا تھا۔" *(شہید صدر، ۱۴۱۲ء: ۴۵۱)*

ترویج اسلام اور حمایت اسلام اور شبہات کو رفع کرنا ائمہ کی ذمہ داریوں میں سے ہے لہٰذا جب تک اختلاف نظر رکھنے والوں کے ساتھ رابطہ برقرار نہیں ہوگا اس وقت تک اسلام کی اشاعت کا یہ عمل ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔

۲۔ شیعوں کی حفاظت:

ائمہ اہل بیت کی مسالمت آمیز پالیسیوں کا ایک اہم ہدف حقیقی دیندار اور اپنے حقیقی پیروکاروں کی حفاظت اور ان کو کسی بھی مشکل سے بچانا تھا تاکہ مومنین کا یہ گروہ جو اسلام کے حقیقی علمبردار ہیں، ہر قسم کی گزند سے محفوظ رہ سکے اور آئندہ دین اسلام کے تحفظ اور ابلاغ کا عمل انہی کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچ سکے اگر اس قلیل گروہ کا وجود ختم ہو جاتا تو حفظ اسلام کا یہ ہدف مکمل نہ ہوتا۔ اس سلسلے میں امام حسن علیہ السلام سے صلح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے یہی جواب دیا۔۔

امام نے حجر بن عدی کی طرف سے صلح پر کیئے گئے اعتراض کے جواب میں فرمایا

اے حجر! سب لوگ وہی پسند نہیں کرتے جو تمہیں پسند ہے، میں نے یہ کام صرف اس لیے کیا کہ تم (اور تم جیسے لوگ) بچ جائیں، کہ اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئے میں ہے۔ *(جعفریان، ۱۴۳۰: ۱۵۸)*

۳۔ منحرف اور گمراہ افراد اور گروہوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا:

ایک اہم ہدف جو ائمہ کے پیش نظر تھا وہ سلامی معاشرے میں وجود میں آنے والے نظریات اور عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا تھا تاکہ لوگ حق و باطل اور صحیح اور غلط کی تمیز کر سکیں۔

نت نئے افکار کے مقابلے میں صحیح اسلامی تعلیمات کا بیان اور باطل نظریات سے ان کو جدا کرنا ائمہ کے بنیادی اہداف میں شمار ہوتے ہیں؛ تاکہ ہر قسم کی غلط تاویلوں سے اسلام محفوظ رہے۔ ائمہ کو مختلف گروہوں سے واسطہ پڑا جو دین کی غلط تفاسیر کے ذریعے دین کو نابود کرنا چاہتے تھے؛ لیکن ائمہ نے ایک طرف ان منحرف افراد کی نشاندہی کی اور دوسری طرف درست عقائد کے لیے معیار بیان کیے اور کسی چیز کے حق یا باطل ہونے

کو پرکھنے کے لئے قرآن، سنت اور عقل کو معیار قرار دیا؛ کیونکہ یہ افراد ائمہ کی محبت کے نام پر انحرافی افکار کو پھیلاتے اور دیگر مسلمانوں کے ذہنوں میں ان کے مقام اور منزلت کو مخدوش کرتے تھے لہٰذا ان کی مذموم سازشوں کو بے نقاب کرنا ایک اہم ہدف تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ ائمہ محافظین اسلام ہیں اور ان انحرافی افکار سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

۴۔اخوت وبرادری:

مسلمان کے درمیان اخوت کا رشتہ صرف ظاہری ہی نہیں جو زبان کی حد تک محدود رہ جائے بلکہ اس اصل کی قبولیت پر تمام احکام، حقوق اور فرائض منحصر ہے۔ اسی لیے برادری کے سلسلے میں ان کی عملی سیرت بھی اس پر گواہ ہے۔ اگر اخوت اور برادری کی فکر مسلمانوں میں زندہ ہوں اور سب ایک دوسرے کو دینی بھائی سمجھیں تو اس کے نتیجے میں دینی بھائیوں کے اخلاقی اور حقوقی ذمہ داریوں کو بھی اپنانے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے اگر ایسا ہوا تو ایک دینی معاشرہ وجود میں آئے گا جو اسلام کے مدنظر ہے۔ قرآن نے بھی اس طرف سے اشارہ کیا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ (الحجرات/۱۰)

''مومنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

۵۔ مسلمانوں کو آپس میں الجھنے سے بچانا:

ائمہ معصومین علیہم السلام مسلمانوں کو آپس میں اختلاف سے بچانا ور مختلف قسم کے اختلاف میں سعہ صدر اور برداشت، ایک دوسرے کے ساتھ تحمل اور رواداری پر تاکید کرتے تھے۔ تاکہ مسلمان چھوٹے اور فرعی مسائل میں الجھ پڑنے کی بجائے اسلام کے بنیادی مسائل پر توجہ دیں اور اسلام دشمن عناصر کے خلاف اپنی توانائیاں خرچ کریں جو اصل اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ کریں اور الفت اور صلح وآشتی کے ساتھ زندگی کریں۔ اسی لیے امام سجاد علیہ السلام دعا فرماتے ہیں کہ اللہ ہمیں مسلمانوں کو آپس میں متحد کرنے کی توفیق دے:

والبسنی زینہ المتقین فی بسط العدل وکظم الغیظ واطفاء النائرہ وضم اہل الفرقہ و... ستر العائبہ ولین العریکہ وخفض الجناح وحسن السیرہ؛

(خدایا!) مجھے متقین کی زینت کا لباس مرحمت فرما تاکہ عدل کو منتشر کروں، غصہ کو ضبط کروں آتش جنگ کو بجھادوں، اختلاف کرنے والوں کو آپس میں ملادوں۔ آپس کے اختلافات کی اصلاح کروں، نیکیوں کو عام کروں۔۔۔ *(جوادی، ۱۳۸۱)*

والزموا السوادَ الاَعظم فاِنّ یدَ اللہِ مَعَ الجماعۃ وایّا کُم والفُرقَۃَ فاِنّ الشاذّ من الناس للشّیطان کما اِنّ الشاذّ من الغنم للذئب۔ (دشتی، ۱۳۹۴: ۱۷۰)

۔۔ لہٰذا تم بھی اسی راستہ کو اختیار کرو اور اسی نظریہ کی جماعت کے ساتھ ہو جاؤ کہ اللہ کا ہاتھ اسی جماعت کے ساتھ ہے اور خبردار تفرقہ کی کوشش نہ کرنا کہ جو ایمانی جماعت سے کٹ جاتا ہے وہ اسی طرح شیطان کا شکار ہو جاتا ہے جس طرح گلہ سے الگ رہنے والی بھیڑ، بھیڑیے کی نذر ہو جاتی ہے۔

فایّاکم والتّلون فی دین اللہ فاِنّ جماعۃً فیما تکرہون من الحق خیرٌ من فُرقۃٍ فیما تحبّون من الباطل واِنّ اللہ سبحانہ لم یُعطِ اِحداً بِفُرقۃٍ خیراً مِمّن مضی ولا مِمّن بَقِی۔ (دشتی، ۱۳۹۴: ۲۴۰)

۔۔۔ خبردار دینِ خدا میں رنگ بدلنے کی روش اختیار مت کرو کہ جس حق کو تم ناپسند کرتے ہو اس پر متحد رہنا اس باطل پر چل کر منتشر ہو جانے سے بہرحال بہتر ہے جسے تم پسند کرتے ہو۔ پروردگار نے افتراق وانتشار میں کسی کو کوئی خیر نہیں دی ہے نہ ان لوگوں میں جو پہلے چلے گئے اور نہ ان میں جو باقی رہ گئے ہیں۔۔ *(جوادی: ۲۰۰۷ء)*

امام حسین علیہ السلام نے بصرہ کے لوگوں کو لکھے گئے خط میں پیغمبر کے بعد اہل بیت کے اسلامی مصالح اور مسلمانوں میں تفرقہ سے بچنے کے لئے صبر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اما بعد فان اللہ اصطفی محمدا من خلقہ واکرمہ۔۔۔ وکنا اہلہ واولیاءہ واوصیاءہ وورثتہ واحق الناس بمقامہ الناس۔۔ *(نجمی، ۱۴۲۴: ۴۷)*

خداوند عالم نے اپنی مخلوقات میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتخاب کیا اور ان کو منزلت دی۔۔۔ اور ہم اس کے اہل، وصی، اور وارث ہیں اور اس مقام کے لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں۔

اور ان ہستیوں کی غیر موجودگی میں امت کے اہل علم یعنی علما وفقہا کی ذمہ دار لگائی لی کہ اس دین کا بیان، نشر واشاعت اور تحفظ دین کے سلسلے کو ہر دور میں سنبھال لے۔ یہی وجہ ہے ہر دور میں ایسے علمائے حق وراہبران ہدایت نے تمام تر مشکلات کے باوجود انقلاب واصلاح کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اٹھائی اور اس

دین کی حفاظت کرتے رہے۔

انقلاب اسلامی ایران کے بانی امام خمینی کی نظر میں اسلامی انقلاب کا فلسفہ

حضرت امام خمینی جو عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کا بانی ہے، آپ نے فلسفہ انقلاب، اہداف ومقاصد کو مختلف مواقع پر بیان کیا ہے آپ کی نظر میں بھی انقلاب کا اصل مقصد بھی قرآن وانبیا کے مذکورہ اہداف ہی تھے۔

آپ نے ایک جگہ دنیا کے سامنے مکتب اسلام پیش کرنے کو اسلامی انقلاب کا مقصد قرار دیتے ہیں:

مکتب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا: ہم ابھی بیچ راستے میں ہیں یعنی وہ چیز جو اسلام ہم میں سے ہر ایک سے چاہتا ہے کہ ہم سب جگہ اسلام کا صحیح تعارف کرائیں اس کی نسبت ابھی راستے کے شروع میں ہیں کہ ہمیں یہ کام ضرور انجام دینا ہے۔

اسلام کی ترویج:

ہم اسلامی قدار کو مشرق ومغرب پر مسلط نہیں چاہتے، کسی بھی شخص اور جگہ پر اسلام مسلط نہیں کیا جائے گا، اسلام مسلط کیے جانے کا مخالف ہے، اسلام مسلط کرنے والا مکتب نہیں۔اسلام نے آزادی کی ہر شکل کی ترویج کی ہے۔ہم صرف اسلام پیش کر رہے ہیں جو شخص چاہے قبول کرے جو چاہے قبول نہ کرے۔ *(امام خمینی، ۱۴۲۹ھ: ۴۸۵)*

مستضعفین جہاں کی حمایت:

حضرت امام انقلاب کا مقصد مستضعفین جہاں کی حمایت قرار دیتے ہیں: ہمیں دنیا کے مستضعفین کی حمایت کرنا ہے، ہمیں انقلاب کو دنیا میں برآمد کرنے کے لیے کوشش کرنا چاہیے اور یہ فکر چھوڑ دیں کہ ہمیں پوری دنیام میں نہیں پہنچانا ہے، کیونکہ اسلام مسلمان ممالک کے بیچ فرق کا قائل نہیں ہے اور وہ پوری دنیا کے مستضعفین کا حامی وہمدرد ہے۔ *(امام خمینی، ۱۴۲۹ھ: ۴۸۵)*

عدالت کا قیام:

ایک اہم مقصد عدالت کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: جنگ ایک ایسی چیز ہے جو عدالت کے لئے ضروری ہے، اگر لوگ عادل ہوں تو پھر جنگ کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب ایک گروہ مستضعفین کی اکثریت پامال ہو رہی ہو، جبکہ اسلام اور مسلمانوں کا وقار خطرہ میں ہو، جبکہ ہماری اس ملت کا وقار خطرہ میں ہو، ہم نے

جنگ شروع نہیں کی، ہم اب تک اپنا دفاع کر رہے ہیں۔ *(امام خمینی، ۱۴۲۹ھ: ۴۸۱)*

امام خمینی کی نظر میں اسلام کا نشر وفروغ، مظلومین کی حمایت، عدل وانصاف کا قیام اور اسلام و مسلمانوں کا دفاع انقلاب کے بنیادی اہداف میں سے ہیں۔

علما ودانشوروں کی ذمہ داری

اسلامی معاشرے میں انبیاء، ائمہ معصومین اور قرآنی تعلیمات کے وارث ہر دور کے علما ہیں، لہٰذا علما کی بھی وہی ذمہ داریاں ہیں جو انبیاء کی تھی۔ اسلامی انقلاب کے سلسلے میں کوشاں علما، دانشور، اسلامی تحریکوں اور تنظیموں کو بھی انہی اہداف ومقاصد کو مد نظر رکھنا چاہیے جو انبیاء وائمہ کے پیش نظر تھا۔ العلما ورثۃ الانبیاء، علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، اقرب الناس من درجۃ النبوۃ اھل العلم واھل الجہاد۔ *(محمد الریشہری، ۱۳۹۰ھ: ۳۷۳۔۳۷۴)* جیسی کثیر روایات جو علما کے مقام، منزلت کو بیان کرتی ہیں۔ یہ روایات ان کی سنگین ذمہ داریوں کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ انبیاء کے وارث ان اہداف وذمہ داریوں کے لحاظ سے ہیں جو انبیا اپنے زمانے میں انجام دیتے تھے۔ کیونکہ مقام ومنزلت اس اہم ذمہ داری کے مقابلے میں ہیں۔

اس لیے علما کو انقلاب قرآنی واسلامی کی حقیقت، مبانی، اہداف اور طریقہ کار سے آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ معاشرہ میں تبدیلی اور اصلاح کے لئے اقدام وعمل کی جانب بڑھ سکے۔ اور انہی اہداف کے حصول، طریقہ کار اور روش میں بھی ان ہی ہستیوں کو اپنے لیے نمونہ عمل قرار دیں تاکہ معاشرہ میں اسلامی انقلاب کا قرآنی واسلامی تصور احیا ہو سکے۔

قرآن نے حضرت ابراہیم اور حضرت محمد مصطفیٰ کو ''اسوہ حسنہ'' قرار دیا ہے۔ اور وہ تمام داعیان دین جو پیغمبر کی راہ وسیرت کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیتے ہیں وہ بھی امت مسلمہ کے لیے آئیڈیل ہیں۔

جب تک قرآنی واسلامی انقلاب کے لیے راہ انبیا اور قرآنی دستورات پر عمل پیرانہ ہوں اور انہی اہداف کے حصول کی راہ میں جد وجہد نہ کی جائے۔ وہ انقلاب یا جد وجہد حقیقت میں اسلامی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ قرآنی تصور انقلاب سے ہٹ کر انجام پانے والے انقلابی اقدامات اگرچہ اسلام کے نام پر ہو حقیقت میں دین واسلام سے انسانوں کے دور ہونے کا سبب ہے، جو کہ حقیقی اسلام کے لیے انتہائی نقصان دہ ومہلک ہے۔

نتیجہ وجمع بندی

۱۔انقلاب تبدیلی، تغیر اور ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جانے کا نام ہے۔ اور یہ معنی انقلاب برطانیہ کے بعد سیاسی، اجتماعی اور اقتصادی تحول میں استعمال ہونے لگا ہے۔

۲۔ قرآن میں اجتماعی سیاسی تبدیلی کے حوالے سے تاریخ انبیا واضح نمونہ عمل ہیں جن کی زندگی کا اہم مقصد معاشرے میں ہمہ جہت تبدیلی تھی۔ انبیا کے اہداف کو مد نظر رکھیں تو قرآنی انقلاب چار ستونوں پر قائم ہیں۔ ان میں سے پہلا ستون منابع انقلاب، دوسرا ستون ابعاد وسطوح انقلاب، تیسرا ستون رہبران وپیروان انقلاب اور چوتھا ستون علت غائی یعنی حیاۃ طیبہ وسعادت ابدی ہے۔ یہ چاروں علل یا ستون مل کر ایک قرآنی انقلاب کو تشکیل دیتے ہیں۔

۳۔ اسلامی انقلاب کے فلسفہ کو سمجھنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے انبیاء کے اہداف کو دیکھنا ہوگا۔ انبیا کے اہداف میں توحید وبندگی، عدالت کا قیام، آزادی، اسلامی حکومت کا قیام، تعلیم وتزکیہ، اختلافات کا حل جیسے اہم مقاصد نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

۴۔ یہ اہداف مختلف زمانوں کے تقاضوں اور اختلاف کے باوجود تمام انبیاء کا مشترکہ ہدف رہا ہے۔ پیغمبر اکرم کی نبوت کے بعد ائمہ معصومین نے بھی انہی اہداف کے حصول کی کوششیں کیں۔ حفظ اصول اسلام، شیعوں اور حقیقی مسلمانوں کی حفاظت، انحرافی گروہوں اور ان کے نظریات سے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنا اور امت کے درمیان اخوت وبھائی چارگی ان کے نمایاں اہداف میں نظر آتے ہیں۔

۵۔ حضرت امام خمینی کے فرامین کی جانب توجہ۔ یہ ذمہ داری اب علمائے امت کی ہے کہ وہ وارث انبیاء ہونے کے لحاظ سے انہی اہداف کو اپنا مطمع نظر قرار دے۔ اور انبیاء وائمہ معصومین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلامی انقلاب کی راہ میں اپنی توانائیاں اسلامی انقلاب کے لیے خرچ کریں۔

۶۔ انقلاب اسلامی کے لیے کوشاں شخصیات، تحریکوں، تنظیموں اور علما کے لیے ضروری ہے۔ انقلاب اسلامی کی حقیقی شناخت کے لئے قرآن، پیغمبر، ائمہ معصومین اور دیگر اجتماعی مصلحین کی سیرت ونظریات کا مطالعہ کرئے تاکہ فلسفہ انقلاب کو سمجھ کر اس راہ میں قدم اٹھا سکیں۔

مصادر و منابع:

۱. قرآن کریم، ترجمہ شیخ محسن علی نجفی

۲. محمد دشتی، نہج البلاغہ، قم، انتشارات امیر المومنین، چاپ ۵۴، سال ۱۳۹۰ش

۳. گل افشانی محمد مہدی بابا پور، انقلاب اسلامی ایران، زمینہ ہا وفرایند شکل گیری، قم، مرکز بین المللی ترجمہ ونشر المصطفیٰ چاپ دوم، ۱۳۹۰ش

۴. امام خمینی، اسلامی حکومت اور ولایت فقیہ، تہران، موسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، طبع اول، ۱۴۲۹ھ۔

۵. سبحانی، آیت اللہ جعفر، عقائد امامیہ، تہران، مرکز چاپ ونشر مجمع جہانی اہل بیت، طبع اول، سال طبع، ۱۴۲۲ھ

۶. محمدی، ڈاکٹر منوچہر، اسلامی انقلاب کا پس منظر اور اس کے نتائج، تہران، مجمع جہانی اہل بیت، طبع اول ۱۴۲۸،

۷. بتول یوسفی، پژوہشی پیرامون مبانی بیداری اسلام در قرن اخیر، تہران، نشر نہضت نرم افزاری وابستہ بہ انتشارات انقلاب اسلامی، چاپ اول، بہار ۱۳۹۱

۸. مصطفیٰ رستمی، تبیین علت ہای چہار گانہ انقلاب متعالی (مطلوب) از منظر قرآن کریم، فصلنامہ علمی۔پژوہشی انقلاب اسلامی، سال ہفتم،، شمارہ ۲۵، زمستان ۱۳۹۶

۹. سہراب مروتی، محسن حسن وندی، معنا شناسی انقلاب وعوامل شکل گیری آن از نگاہ قرآن وحدیث، فصلنامہ علمی۔ تخصصی سپہر سیاست سال ۶، شمارہ ۲۲، زمستان ۱۳۹۸

۱۰. محمد اسفندیاری، ہمہ ما برادریم، قم، صحیفہ خرد، چاپ سوم، ۱۳۹۰ش

۱۱. www.farsi.khamenei.ir

۱۲. الرضی، العلامہ السید الشریف، نہج البلاغہ۔ ۱۰۹ ترجمہ ذیشان حیدر جوادی ناشر انصاریان پبلیکیشنز قم طبع سوم ۲۰۰۷۔

۱۳. الصدر، محمد باقر، اہل بیت علیہم السلام کی زندگی۔ ص ۲۴۶ مترجم سید رضی جعفر موسسہ اہل بیت چاپ دوم ۱۴۱۲ پاکستان

۱۴. نجمی، صادق، حسین ابن علی مدینہ تا کربلا، دار الثقلین کراچی، ۲۰۰۳